

## جُملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں



سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الرياض 11416: 4033962-4043432 00966 1 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

- الرياض: العليا: فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 • الملز: فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 • سوہم: فون: 01 2860422
- مندوب الرياض: موبائل: 0505196736 0503459695 • قسم (بریدہ): فون/فیکس: 06 3696124 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0506640175 0502839948 • مدینہ منورہ: فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 0503417155
- ہمدہ: فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 • الخبر: فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
- بیج البحر: فون/فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 • شمس مشرق: فون/فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ: فون: 5632623 6 00971 امریکہ: ہون: 7220419 001 نیویارک: فون: 6255925 001 718

لندن: فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا: فون: 4040 2 9758 0061

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوزروم)

• 36- لوزال، سیکرٹریٹ شاہ، لاہور

فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072

موبائل: 4212174-0321 8484569-0322 • غزنی شریف، اردو بازار، لاہور: فون: 7120054 فیکس: 7320703

Website: www.darussalam.pk.com E-mail: info@darussalam.pk.com

کراچی: طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937

اسلام آباد: F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

© مکتبہ دارالسلام، ۱۴۲۸ھ

فہرستہ مکتبہ المملک فہد الوطنیہ أثناء النشر

ابن ماجہ، محمد بن یزید

سنن ابن ماجہ اللغة الاردية / محمد بن یزید ابن ماجہ - الرياض، ۱۴۲۸ھ

ص: ۶۳۲ مقاس: ۲۴×۱۷ سم

ردمک: ۷-۹۹۶۹-۹۹۶۰-۹۷۸ (مجموعہ)

۸-۱-۹۹۶۹-۹۹۶۰-۹۷۸ (ج ۱)

۱- الحدیث - سنن ۲- الحدیث - الكتب الستة أ. العنوان

دیوی، ۲۳۵، ۱۴۲۸/۴۸۹۸

رقم الإبداع: ۱۴۲۸/۴۸۹۸

ردمک: ۷-۹۹۶۹-۹۹۶۰-۹۷۸

۸-۱-۹۹۶۹-۹۹۶۰-۹۷۸ (ج ۱)

جلد اول  
سُنن ابن ماجہ  
(مترجم)

کتاب السنۃ أبواب المساجد والجماعات احادیث: 1 802

تالیف

امام ابو عبد اللہ محمد بن زید ابن ماجہ القزوينی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فیضانِ مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو الطاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تصحیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

مولانا ابو عبد اللہ محمد عبد الجبار رحمہ اللہ

حافظ آصف اقبال رحمہ اللہ

مولانا ابو محمد محمد احمل رحمہ اللہ

حافظ عبد الخالق رحمہ اللہ

مولانا عثمان منیب رحمہ اللہ



## فہرست مضامین (جلد اول)

19	عرض ناشر
23	حرف اول
25	مترجم کا شخصی تعارف
26	مقدمہ
36	مقدمۃ التحقیق (سنن ابن ماجہ تحقیق و تخریج احادیث کا اسلوب)
40	حالات زندگی امام ابن ماجہ رحمہ اللہ
44	سنن ابن ماجہ اور اس کی امتیازی خصوصیات
49	اصطلاحات محدثین
60	سنن ابن ماجہ سے استفادے کا طریقہ

### سنت کی اہمیت و فضیلت

### کتاب السنۃ

63	باب: سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا بیان	۱- بَابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
69	باب: حدیث رسول کی تعظیم اور اس کی مخالفت کرنے والے پر سختی کرنے کا بیان	۲- بَابُ تَعْظِيمِ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالتَّغْلِیظِ عَلَى مَنْ عَارَضَهُ
79	باب: رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کا بیان	۳- بَابُ التَّوَقُّیِّ فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
89	باب: رسول اللہ ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے	۴- بَابُ التَّغْلِیظِ فِي تَعَمُّدِ الْكُذْبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
94	باب: جس حدیث کے متعلق معلوم ہو کہ وہ جھوٹ ہے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا منع ہے	۵- بَابُ مَنْ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ [حَدِيثًا] وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ
98	باب: ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کی پیروی کا بیان	۶- بَابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ
100		

## عرضِ ناشر

بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اسلام نے دو مستند حوالے اور راستے پیش کیے ہیں۔ ان میں سے ایک راستہ قرآن حکیم کی آیات و بینات سے ملتا ہے جب کہ اس سے ہم آہنگ ایک دوسرا جادہ شریعت ہے جسے ہم سنت یا حدیث کہتے ہیں۔ قرآن مجید نے اپنی اصولی اور اجمالی تعلیمات کی تشریح و تفسیر اور توضیح و تصریح کے لیے خود سنت اور اسوہ حسنہ کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کے احکام و نصوص کی وضاحت کے لیے اگر ذخیرہ احادیث موجود نہ ہو تو دین و شریعت کا ماخذ اول خود چستان بن جائے گا۔ پیش نظر رہے کہ احادیث میں شریعت کا جو تشریحی اور توضیحی سرمایہ موجود ہے نبی ﷺ کو یہ علم بھی اللہ تعالیٰ سے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے سے میسر آتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو وحی متلو اور حدیث کو وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔

عربی زبان میں ”حدیث“ کا لفظ گفتگو، نئی بات، قابل ذکر واقعہ، نئی چیز یا کلام کے معنی میں مستعمل ہے، مگر جب یہ ایک اصطلاح کے طور پر استعمال ہو تو اس سے مراد رسول کریم ﷺ کے اقوال و افعال اور اعمال و احوال ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور رسالت سے متعلق راویوں (صحابہ کرام اور ان کے فیض یافتگان) کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو سنت، خبر اور اثر بھی کہتے ہیں۔ یہ تمام ذخیرہ حدیث قولی، فعلی یا تقریری نوعیت کا ہے البتہ بعض حضرات نے آپ ﷺ کے شمائل (خصائل و عادات) کو بھی گنجینہ حدیث میں شامل رکھا ہے۔

ذخیرہ حدیث کی حجیت، صداقت اور شرعی حیثیت ایک امر مسلم ہے۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے آغاز ہی سے قلم و قراطاس اور تحریر و نگارش کا سلسلہ شروع ہوا۔ ﴿الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ (العلق) اور ﴿وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ (القلم) کی آیات کے حوالے سے عہد رسالت میں کتابت کے فن کو فروغ ملا۔ عرب و حجاز کے لوگ جو استحضر (حفظ و ضبط) کو اپنا شرف و افتخار سمجھتے تھے اب ان کے ہاں تحریر و تسوید کا پہلو بھی سامنے آیا۔ کتب میں قرآن مجید کے پچاس سے زائد کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے جبکہ احادیث کی روایت و کتابت کا عہد بہ عہد ایک

وسیع نظام دکھائی دیتا ہے۔ عہد رسالت میں قرآن مجید کے علاوہ جن امور کو باقاعدہ لکھا جا رہا تھا وہ درج ذیل تھے:

اسلامی ریاست کے سرکاری مراسلے، مکتوبات نبوی، دستور مملکت، خطبات نبوی، معاہدات، ہبہ نامے، امان نامے، مردم شماری، غلاموں کی آزادی کے پروانے، مختلف علاقوں اور صوبوں کے گورنروں اور عمال کے نام سرکاری ہدایات، بیت المال میں آمد و خرچ کی تفصیلات اور متعدد صحابہ کا ذخیرہ احادیث جو آپ کے افعال کی رویت یا گفتگو کی سماعت پر مشتمل ہوتا تھا..... کمال ضبط و احتیاط سے مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے اس گرانقدر سرمائے کے علاوہ عہد صحابہ میں احادیث کے ذخیرے کو جس توجہ اور ذمے داری کے ساتھ لکھا گیا، اس کی مستند تفصیلات ہمارے سامنے موجود ہیں۔

نبی ﷺ نے متعدد مواقع پر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت کی کہ وہ آپ سے حاصل ہونے والے علم کو لکھ لیا کریں۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر یمن کے ابوشاہ کی درخواست پر اسے لکھوایا گیا۔

عہد نبوی اور دور صحابہ کی ان روایات کو جب بعد کے طبقات و ادوار میں جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی تو اس کے حوالے سے روایت و درایت، جرح و تعدیل اور اصطلاحات حدیث کا ایک ایسا علم وجود میں آیا جس نے اس ذخیرہ حدیث کی حفاظت، ثقافت و وضاحت اور استناد میں ایک سائنٹیفک اسلوب فراہم کیا۔ ان علوم الحدیث میں اسماء الرجال تو تاریخ عالم کا ممتاز ترین علم اور فن ہے جس کے متعلق ”الإصابة في تمييز الصحابة“ کو ایڈٹ کرتے ہوئے جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ لکھے:

”دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں۔“

ہمیں اعتراف ہے کہ دشمنان اسلام منافقین اور بعض دجالوں نے احادیث کو اپنی جانب سے وضع کر کے پھیلانے کی کوشش کی۔ اس موقع پر محدثین نے جس ایمانی غیرت، مشاہداتی قوت، علمی ادراک، تاریخی ذوق اور سائنسی شعور کے ساتھ ان وضامین کا مقابلہ کیا اور ذخیرہ حدیث سے ان کی جعلی روایات کو نکال باہر کیا، یہ تاریخ علوم انسانی کا سب سے بڑا افتخار ہے۔ اس سلسلے میں ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ کیجیے:

خلیفہ ہارون الرشید (170ھ تا 193ھ) نے ایک زندیق کو گرفتار کر کے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا۔ اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ ان چار

ہزار احادیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں اور ان میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے حالانکہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا؟ اس پر ہارون نے کہا:

[أین أنت یا عدو اللہ من أبی إسحاق الفزاري وعبد اللہ بن المبارک ینحلانہا فیخرجانہا حرفاً حرفاً]

”اے اللہ کے دشمن! تو ابواسحاق فزاری اور عبد اللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جائے گا جو ان (وضعی احادیث) کو چھپانی کی طرح چھان کر ان کا ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے؟“

یہ حقیقت الم نشرح ہے کہ اس امت کی ہدایت کے لیے قرآن کے بعد حدیث کے چشمہ صافی کو محدثین عظام رحمہم اللہ کی علمی اور تحقیقی کاوشوں نے استناد اور اعتماد عطا کر دیا۔ روایت و درایت، جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کے علوم و فنون کی روشنی میں جب تمام ذخیرہ حدیث کی تنقیحات و تصریحات سامنے آ گئیں تو تدوین حدیث کا عظیم الشان مرحلہ شروع ہوا۔ کتب ستہ کے علاوہ مصنفات، جوامع، سنن، مسانید، معاجم، مستدرکات اور مستخرجات کا عظیم ذخیرہ محدثین عظام رحمہم اللہ کی جلیل القدر محنت و ریاضت اور عقیدت و مسؤلیت کے نتیجے میں امت کے ہاتھ آیا جس کے ہزاروں مخطوطات عہد بہ عہد شروح و حواشی اور تحقیق و تخریج کے ساتھ مرتب ہوئے جو آج بھی عالمی کتب خانوں میں ارباب تحقیق کی توجہات کا مرکز ہیں مگر ان میں صحاح ستہ گل سرسبد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ایک مدت سے میرے دل میں اس بات کی آرزو تھی کہ صحاح ستہ کا جدید اور شگفتہ اردو زبان میں ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جس میں ہر حدیث کے نتائج و فوائد بھی درج کیے جائیں اور ان تمام ممکنہ مقامات پر جہاں کسی عصری اور زمانی موضوع پر کوئی حدیث بیان کی گئی ہو اس پر ایک تفصیلی اور تحقیقی شذرہ اس اسلوب سے لکھا جائے کہ دورِ جدید میں شبہات کی دلدل میں گھرا ہوا ذہن کامل اطمینان اور مکمل یقین حاصل کر سکے، چنانچہ دار السلام نے اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے لیے برصغیر کے اہل علم اور محققین کی خدمات حاصل کیں جو کتب ستہ کے تراجم و فوائد پر بڑی دل جمعی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ واللہ الحمد کہ سنن اربعہ میں سے ایک جزو اعظم سنن ابی داؤد پر کام مکمل ہو چکا ہے اور اب سنن ابن ماجہ کا وقوع کام آپ کے سامنے ہے۔

اس مجموعے کی جملہ احادیث کی تخریج عظیم محقق حافظ زبیر علی زئی رحمہم اللہ نے کی ہے جس کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض رفقاء ادارہ مولانا سلیم اللہ زمان اور حافظ عبد الخالق رحمہم اللہ نے نہایت جاں فشانی اور ذمہ داری

سے نبھائے۔ ترجمہ کی متن کے ساتھ مراجعت اور کتابیات کے ابتدائے مولانا ابو محمد محمد اجمل (فاضل مدینہ یونیورسٹی) نے بڑی محنت سے تحریر کیے ہیں۔

عہد حاضر کے فاضل مفسر و مترجم اور مؤلف کتب کثیرہ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ مدیر شعبہ تحقیق و تصنیف دار السلام لاہور اور ان کے معاونین مولانا ابو عبد اللہ محمد عبد الجبار حافظ محمد آصف اقبال حافظ عبد الحلق، مولانا محمد عثمان منیب رحمہ اللہ نے دن رات کی ان تھک محنت سے اس پر نظر ثانی اور علمی و تحقیقی فوائد و مسائل کا اضافہ کیا جبکہ کتاب کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کی ذمہ داری مذکورہ علمائے کرام کے علاوہ مولانا غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ادا کی ہے۔ علاوہ ازیں حافظ محمد آصف اقبال نے حدیث کی صحت و ضعف کے اعتبار سے فوائد و مسائل میں حک و اضافہ کیا ہے نیز وہ مسائل جو تفصیل اور تحقیق کے متقاضی تھے ان پر تحقیقی بحث کی ہے۔

سنن ابن ماجہ (اردو) کی تیاری کے فنی مراحل کمپوزنگ ڈیزائننگ وغیرہ میں محمد عامر رضوان، اخلاص الحق ساجد شیخ محمد یعقوب اور عبد الجبار غازی نے اسے خوب سے خوب تر بنانے میں بھرپور محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

ان جملہ احباب کی شبانہ روز محنت کے باعث سنن ابن ماجہ کا یہ ترجمہ ان شاء اللہ العزیز اردو خواں حضرات، علمائے دین، قانون دانوں، اساتذہ، طلبہ اور عامۃ المسلمین میں قبولیت حاصل کرے گا۔ اس سلسلے میں برادر عزیز حافظ عبد العظیم اسد نے اس منصوبے کی تکمیل کے لیے جس محنت، انہماک اور ذمے داری کا مظاہرہ کیا ہے اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ قارئین محترم سے درخواست ہے کہ وہ کتب ستہ کے بقیہ جاری شدہ منصوبے کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اسے جلد از جلد مکمل کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

خادم کتاب و سنت

عبد المالک مجاہد

مدیر: دار السلام الریاض۔ لاہور

رجب 1427ھ / اگست 2006ء

(المعجم ...) کتاب السنّة (التحفة ۱)

سنت کی اہمیت و فضیلت

باب ۱: سنت رسول اللہ ﷺ کی

پیروی کا بیان

(المعجم ۱) - باب اتّباع سنّة

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (التحفة ۱)

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کام کا میں تمہیں حکم دوں اس پر عمل کرو اور جس سے منع کروں اس سے باز رہو۔“

۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا».

☀️ فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کا ہر حکم واجب التعمیل ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات سے یہی حکم ثابت ہوتا ہے۔ ② جس کام سے نبی ﷺ منع فرمادیں اس سے بچنا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷) ”اور رسول جو بھی تمہیں (حکم) دے اسے لے لو اور جس سے تمہیں روک دے اس سے رک جاؤ۔“ ③ اس سے یہ اصول ثابت ہوتا ہے کہ [الْأَمْرُ لِلْخَيْرِ] یعنی (بالعموم) امر و وجوب کے لیے ہوتا ہے البتہ دوسرے قرائن کی موجودگی میں استحباب یا جواز بھی مراد ہو سکتا ہے۔

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک میں تمہیں (کسی معاملہ میں آزاد) چھوڑے رکھوں تب تک تم بھی مجھے چھوڑے رکھو“

۲- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

۱- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۵۵ من حديث شريك به، وانظر الحديث الآتي.

۲- أخرجه مسلم، الفضائل، باب توقيه ﷺ ... الخ، ح: ۱۳۳۷ بعد، ح: ۲۳۵۷ من طريقين عن الأعمش به، وأصله عند البخاري، ح: ۷۲۸۸، وله طرق أخرى.



قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَخُذُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَانْتَهُوا».

(بلا وجہ سوال نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء ﷺ سے سوالات کرنے اور (پھر) ان (کے احکام) کی مخالفت کرنے کی وجہ ہی سے ہلاک ہوئے لہذا جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب ہمت اس کی تعمیل کرو اور جب کسی کام سے منع کر دوں تو اس سے رک جاؤ۔

**فوائد ومسائل:** ① دنیوی معاملات میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ کام جائز ہے جس سے قرآن و حدیث نے منع نہ کیا ہو۔ اس کے برعکس عبادات میں وہی کام جائز ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو۔ اس لیے دینی امور میں نیا ایجاد کیا ہوا کام بدعت ہے دنیوی معاملات میں نہیں۔ ② ایسے فرضی مسائل کے بارے میں بحث مباحثہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے، جن کا عملی معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔ ③ پیغمبر ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہلاکت کا باعث ہے۔ ④ اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے ایک حکم کی تعمیل کی طاقت نہیں رکھتا، تو وہ اللہ کے ہاں مجرم نہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يَكْتَلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲۸۶) ”اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔“ ⑤ جس کام سے شریعت نے منع کیا ہو اس سے مکمل طور پر پرہیز کرنا ضروری ہے۔

۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ».

۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔“

**فوائد ومسائل:** ① یہ مسئلہ قرآن مجید میں بھی ان الفاظ میں بیان ہوا ہے: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: ۸۰) ”جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے (اصل میں) اللہ کی اطاعت کی۔“ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ شریعت کے احکام اپنی رائے اور پسند کے مطابق نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی کے مطابق بیان فرماتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۳۳) ”وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے، بلکہ وہ تو وحی ہے جو (ان پر) نازل کی جاتی ہے۔“ یہی وجہ ہے کہ خود نبی اکرم ﷺ بھی ان احکام پر اسی طرح عمل کرتے تھے جس طرح دوسرے مومنین، بلکہ نبی ﷺ تو

عام مومنوں سے بھی کہیں زیادہ تقویٰ اور عمل صالح کا اسوۂ حسنہ پیش فرماتے تھے۔ ⑤ قرآن مجید فرامین نبوی اور صحابہ و تابعین کرام کے اقوال، سنت نبوی کی پیروی اور اتباع کو لازم ٹھہراتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند فرامین درج ذیل ہیں:

(ا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”لوگو! اصحاب الرائے سے بچو کیونکہ وہ سنت کے دشمن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو حفظ کرنے سے عاجز آگئے تو انھوں نے اپنی رائے سے مسائل بیان کرنے شروع کر دیے۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔“ دیکھیے: (مفتاح الجنة فی الاحتجاج بالسنۃ ص: ۴۷)

(ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کو عصر کے بعد دو رکعت نفل نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: ”مت پڑھا کرو۔“ وہ کہنے لگے: میں تو پڑھوں گا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: ”نبی اکرم ﷺ نے عصر کے بعد نفل نماز سے منع کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں ان دو رکعتوں پر ثواب کی بجائے سزا ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (الأحزاب: ۳۶) ”کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔“ (سنن الدارمی، المقدمة، باب ما یتقی من تفسیر حدیث النبی ﷺ وقول غیرہ عند قولہ ﷺ حدیث: ۴۳۸)

(ج) حضرت ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جب تو کسی شخص کو سنت نبوی کی تعلیم دے اور وہ کہے: سنت نبوی کو چھوڑیے قرآن سے تعلیم دیں۔ تو جان لو ایسا شخص گمراہ ہے۔“ دیکھیے: (مفتاح الجنة ص: ۳۵)

(د) امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو فرمان نبوی سنایا تو وہ کہنے لگا: فلاں فلاں شخص تو ایسے ایسے کہتے ہیں۔ امام صاحب کہتے ہیں: میں تجھے فرمان نبوی سناتا ہوں اور تو مجھے لوگوں کی آراء سناتا ہے؟ جا! آج کے بعد میں تیرے ساتھ بات نہیں کروں گا۔“ دیکھیے: (ایفاظ الہمة لاتباع نبی الأمة ص: ۱۲۳) اسلاف کے اس طرز عمل سے ثابت ہوا کہ ائمہ کی تقلید اور لوگوں کی آراء کی پیروی قطعاً درست اور جائز نہیں۔

⑥ علامہ ملا علی قاری حنفی رضی اللہ عنہ تقلید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: [وَالْتَقْلِيدُ قَبُولُ قَوْلِ الْغَيْرِ بِلَا دَلِيلٍ فَكَأَنَّهُ لِقَبُولِهِ جَعَلَهُ فَلَادَةً فِي عَقْبِهِ] (شرح قصيدة امالی ص: ۳۴) ”کسی دوسرے کی بات بغیر دلیل کے قبول کرنا تقلید ہے۔ گویا کہ مقلد شخص نے امام کے قول کو قبول کر کے گلے کا ہار بنا لیا ہے۔“ ⑦ تقلید کی ابتدا خیر القرون کے بعد چوتھی صدی ہجری میں ہوئی۔ اس سے پہلے یہ بدعت موجود نہ تھی بلکہ صحابہ کرام و تابعین کرام اور ان کے شاگرد قرآن و سنت کی پیروی ہی کو واجب سمجھتے تھے۔ شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [اعْلَمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا قَبْلَ الْمِائَةِ الرَّابِعَةِ غَيْرُ مُحَمِّعِينَ عَلَى التَّقْلِيدِ الْخَالِصِ لِمَذْهَبٍ وَاحِدٍ] ”جان لو کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے لوگ کسی ایک خالص مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے۔“ (حجة الله البالغة ص: ۱۵۷) ⑧ تقلید کے رد میں صحابہ کرام اور ائمہ مذاہب کے فرامین ملاحظہ ہوں:

(ا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح قبض کی نہ ان سے وحی منقطع کی حتیٰ کہ ان کی امت کو لوگوں کی آراء سے بے پروا فرما دیا۔“  
دیکھیے: (حقیقۃ الفقہ، ص: ۷۵)

(ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”کیا تمہیں اللہ کا خوف نہیں آتا کہ وہ تمہیں عذاب میں مبتلا کر دے یا تمہیں زمین میں دھنسا دے؟ تم کہتے ہو رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا تھا اور فلاں شخص نے یوں فرمایا ہے، یعنی فرمان نبوی کے مقابلے میں کسی شخص کی رائے کو پیش کرنا عذاب الہی کو دعوت دینا ہے۔“ (حقیقۃ الفقہ، ص: ۷۶)

(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”تم میں سے کوئی شخص دین کے بارے میں کسی کی تقلید نہ کرے کہ اگر وہ (متبوع) مومن رہا تو اس کا مقلد بھی مومن رہے گا اور اگر وہ کافر ہوا تو اس کا مقلد بھی کافر ہو جائے گا۔ اس اعتبار سے یہ تقلید بلاشبہ برائی میں اسوہ ہے۔ (الإیقاظ لہم اولى الأبصار) أعاذنا اللہ منہ۔

(د) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: [لَا فَرْقَ بَيْنَ بَهِيمَةٍ تَتَقَادَّ وَإِنْسَانٍ يُقْلِدُ] ”مقلد شخص اور حیوان میں کوئی فرق نہیں۔“ (حقیقۃ الفقہ، ص: ۷۸)

(هـ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [لَا تُقْلِدُنِي وَلَا تُقْلِدَنَّ مَالِكًا وَلَا غَيْرَهُ وَخُذُوا الْأَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ] (حقیقۃ الفقہ، ص: ۹۰) ”میری تقلید نہ کرنا نہ مالک کی نہ کسی اور کی تقلید کرنا۔ احکام کو وہاں سے حاصل کرو جہاں سے انھوں نے حاصل کیے ہیں یعنی کتاب و سنت سے۔“ نیز فرمایا: ”کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ میری دلیل سے واقف ہوئے بغیر میرے کلام کا فتویٰ دے۔“ (حقیقۃ الفقہ، ص: ۸۸)

(و) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور رد بھی سوائے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے (وہ واجب الاتباع ہے۔)

(ز) امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جب تم دیکھو کہ میرا قول حدیث نبوی کے خلاف ہے تو حدیث نبوی پر عمل کرو اور میرے قول کو دیوار پر دے مارو۔“ نیز فرمایا: [إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي] (عقد الحید و حجة اللہ البالغة: ۱/۱۵۷) ”جب صحیح حدیث مل جائے تو میرا مذہب وہی ہے۔“

(ح) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”کسی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کلام کی گنجائش نہیں۔“ (کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے کسی کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں۔)

(ط) امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [هَلْ يُقْلَدُ إِلَّا عَصِيٌّ] ”تقلید نا فرمان ہی کرتا ہے۔“

(ی) علامہ جبار اللہ حنفی فرماتے ہیں: [إِنْ كَانَ لِضَلَالٍ أُمَّمٌ فَالتَّقْلِيدُ أُمَّه] ”اگر گمراہی کی کوئی ماں ہوتی تو وہ تقلید ہی ہوتی۔“ (حقیقۃ الفقہ، ص: ۵۱-۵۸) ائمہ سلف کے مذکورہ اقوال سے معلوم ہوا کہ گمراہی کا اصل اور اس کی جڑ تقلید ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے اور تقلید سے نجات دے۔ آمین۔



۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حضرت ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتے تو نہ اس میں اضافہ کرتے اور نہ کمی کرتے تھے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَوْقَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا لَمْ يَعْذِهِ وَلَمْ يَقْصُرْ دُونَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حدیث پر عمل اور بدعت سے اجتناب کا جذبہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ارشادات نبویہ پر حرف بحرف عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس میں کوتاہی کرتے نہ اس میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے نبی ﷺ سے آگے قدم رکھنے کی کوشش کرتے تھے کیونکہ قرآن مجید نے اس کام سے منع فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (الحجرات: ۱) ”اے ایمان والو! اللہ سے اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔“ ② اس حدیث کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے جو ارشاد مبارک سنتے تھے اسے بعینہ اسی طرح روایت فرماتے الفاظ میں کمی بیشی نہ کرتے۔ حدیث کو بالمعنی روایت کرنا اگرچہ جائز ہے تاہم محدثین روایت باللفظ کو افضل قرار دیتے تھے۔

۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدَّمَشَقِيُّ : حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم فقر کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اور اس سے خوف کا اظہار کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ”کیا تم فقر سے ڈرتے ہو؟ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم پر دنیا (اتنی زیادہ) برسادی جائے گی حتیٰ کہ کسی کے دل کو اس کے سوا کوئی چیز مائل نہیں کرے گی“ (ہر شخص اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔) اللہ کی قسم! میں تمہیں روشن (چاند کی راتوں جیسی) شریعت پر چھوڑ رہا ہوں جس کے رات اور دن برابر ہیں۔“

عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ الدَّمَشَقِيِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ سَمِيعٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَفْطَسُ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَذْكُرُ الْفَقْرَ وَنَتَخَوَّفُهُ. فَقَالَ: «الْفَقْرُ تَخَافُونَ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُصَبَّنَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا حَتَّى لَا يُزِيغَ قَلْبَ أَحَدِكُمْ إِزَاعَةً إِلَّا هِيَةً. وَأَيْنُمُ اللَّهُ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ».

۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۸۲/۲ من حديث محمد بن سَوْقَةَ به مطولاً.

۵- [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۴۷ عن هشام به.